

ٹہنڈی ظہر

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، درہم شریعت

علیہ الرحمۃ اللہ القوی

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين ﷺ

ٹھنڈی ظہر

تھنڈی لکھنؤ

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ()

() ()

() ()

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ نصلی و نسلّم علی رسولہ الکریم

اما بعد ! اہلسنت (احناف) کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز گرمی کی تیز نرم پڑنے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ یہی احادیث صحیحہ سے صراحۃً صحیحہ سے ثابت ہے اس کے برعکس غیر مقلدین اور بعض دیوبندی بھی وہابیوں کی تقلید میں گرمیوں اور سردیوں ہر دونوں موسموں میں اول وقت کا دھوکہ دے کر کڑی گرمی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس صریح احادیث کوئی نہیں سوائے ان روایات کے جو جواز کے لئے ہیں یا پھر ضرورت کے پیش نظر اول وقت میں پڑھی گئیں جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

مقدمہ

(۱) ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر اس وقت تک ہے جب ہر شے کا سایہ (اصلی سایہ کے علاوہ) دوگنا ہو جائے غیر مقلدوں اور احناف کے نزدیک اول و آخر اوقات کے درمیان میں جب بھی ظہر کی نماز پڑھی جائے جائز ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ گرمیوں میں اول وقت میں پڑھنا افضل ہے یا گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے احناف کے نزدیک پچھلے وقت میں افضل ہے اور غیر مقلدوں اور بعض دیوبندوں کے نزدیک اول وقت میں۔

(۲) جن احادیث میں گرمیوں میں اول وقت میں نماز پڑھنا ثابت ہے وہ ضرورت کی وجہ سے یا جواز کے لئے تھا ورنہ حضور سرور عالم ﷺ کا دائمی عمل گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا تھا۔

(۳) خوارج کی علامت تھی کہ وہ نماز میں جلدی کرتے یہاں تک کہ گرمیوں میں زوال ہوتے ہی ظہر کی نماز پڑھ لیتے اسی لئے تو ہم غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کو خوارج سمجھتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”ابلیس تا دیوبند“ میں ہے۔

(۴) حدیث قولی و فعلی میں تضاد ہو تو ترجیح حدیث قولی کو دی جائے گی کیونکہ بمنزلہ حکم ہے اور فعلی میں تاویل کی جائے گی اور قاعدہ عام ہے۔ **الحمد لله ابراد المظہر** میں ہمارے دلائل احادیث قولیہ سے ہیں اور فعلیہ سے بھی لیکن جہاں فعلیہ احادیث میں ابراؤ نہیں انہیں ہم نے وجہ صحیحہ پیش کر دیئے ہیں جس وجہ سے وہ نمازیں ابراد کے برعکس پڑھی گئیں۔

(۵) قاعدہ ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جو نبی پاک ﷺ کا دائمی عمل ہو۔ **الحمد لله** حضور سرور عالم ﷺ کا گرمیوں میں دائمی عمل ابراد تھا اس کے برعکس کسی وجہ سے تھا جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

باب ۱

خیوں کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز دن کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے اور سردیوں میں اول وقت میں بعض دیوبندی اور غیر مقلدین گرمیوں میں چلچلاتی دھوپ دوپہر کے قریب ہی پڑھ لیتے ہیں جو احادیث صحیح کے خلاف ہے چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ ہو۔

☆ عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذن مؤذن رسول اللہ ﷺ للظہر قال ابرد ابرد انتظر

فان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابر دو اعن الصلوة حتى رائينا في التلول۔

(بخاری مسلم، باب الابراد بالمظہر)

ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا کہ وہ ظہر کی اذان کہیں آپ نے اسے فرمایا اسے ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر انتظار کر اس لئے گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو جس وقت گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

☆ عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا سفر معی النبی ﷺ فاراد المؤذن فقال له ابرد ثم اراد

ان یؤذن فقال له ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد فقال له ابرو حتی ساوی الظل

التلول فقال النبی ﷺ ان شدة الحر من فيح جهنم وقال الترمذی حدیث حسن صحیح و ابن

شبیہ وابو داؤد طیالسی و بیہقی وابو عوانہ وغیرہم

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن کا اذان کہنے کا ارادہ ہوا تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر مؤذن کا ارادہ ہوا کہ اذان کہے تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر اس کا ارادہ ہوا تو فرمایا ٹھنڈک کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا آپ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے جب تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کرو۔ (رواہ البخاری فی صحیح فی باب الاذان و مسلم) (نوٹ: امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔)

فائدہ

اس حدیث سے غیر مقلدین کے دوسرے غلط مسئلہ کا بھی رد ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت صرف مثل اول تک رہتا ہے اول مثل کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ سورج کی گرمی اول تک ایک ہی طریق پر رہ گئی ہے اگر مثل اول تک ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورج کو ٹھنڈا کرنے کا کیا معنی حالانکہ سورج مثل اول بعد ٹھنڈا ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اول کے بعد بھی رہتا ہے چنانچہ روایت مذکورہ میں ٹیلوں کا بہت زیادہ پھیلنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اول کے بعد تک رہے کیونکہ ٹیلے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیچے بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کچھی جانے والی اشیاء کا سایہ نظر نہیں آتا جب تک کہ سورج بہت زیادہ نہ ڈھل جائے چنانچہ تجربہ کر کے دیکھئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں **والتلول مضطحتہ غیر مفقصة الا یصیہ فی العارة الا بعد اول الشمس بکثیر۔** ٹیلے ہمیشہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں نہ کھڑے ہوئے اسی لئے ان کا سایہ نظر نہیں آئے گا جب تک کہ سورج بہت زیادہ ڈھل نہ جائے کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ ایسی بچھنے والی اشیاء کا سایہ پہلے بطرف اجساٹ پھیلتا ہے پھر آگے کو بڑھتا ہے اور بڑی دیر بعد نمودار ہوتا ہے اور ٹیلے کا سایہ اس کے برابر ہو جانے کا وقت لازماً مثل اول بعد ہوگا اور یہی حکم حدیث مذکور میں ہے جب اتنی بڑی وضاحت کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی امت کو ظہر کی نماز کا وقت بتایا اور اسی پر خفی عمل پیرا ہیں اب وہابیہ ایسی صحیح احادیث اور صریح احکام پر عمل نہ کرے تو اس کی اپنی بد قسمتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز کی تاخیر کی علت بھی سورج کو خنڈا کرنا بتایا ہے اور پھر تاکید در تاکید پھر بار بار۔ (ولکن الوہابیہ قوم لا یعقلون)

☆ **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اشتد الحر فابر دوربا لصلوة فان شدة الحر من فیح جہنم۔** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔

وقال الترمذی و فی لباب عن ابی سعید و ابی ذر و ابی موسیٰ و ابن عباس و انس والغیرۃ و صفوان و حدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن صحیح

☆ **عن عبد اللہ بن رافع انه سال ابو ہریرۃ عن وقت الصلوة فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک صلی الظہر اذا کان ظلك مشلک والعصر اذا کان ظلك مشلک۔**

(الحديث، رواه المالك في موطاه والامام محمد في موطاه)

ترجمہ: عبد اللہ بن رافع نے ابو ہریرہ سے نماز کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں خبر دیتا ہوں نماز ظہر پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر پڑھ جب تیرا سایہ دو مثل ہو جائے۔

صل اظہر جملہ اذا كان الخ کی جزاء ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ شرط جزاء سے مقدم ہوتی ہے۔ ادھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کو ٹھنڈا پڑھنے والی حدیث کے روای ہیں اب نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث مذکور مثل اوّل کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا ثابت ہوا اور یہی ہمارا مذہب ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو اور ٹھنڈا وقت ظہر کے مثل اوّل بعد شروع ہوتا ہے اور یہ بھی وہم ختم ہوا کہ ٹھنڈا وقت تو دو مثل کے تک بھی نہیں ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ظہر کا وقت سورج ڈوبنے سے پہلے تک ہونا چاہئے اس کا جواب اوپر آگیا کہ دو مثل سے قبل ظہر کا وقت ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہو جاتی۔ اس لئے اوّل ثابت ہوا کہ ابراد سے مراد ابتدائی ٹھنڈک ہے اور وہ مثل اوّل کے بعد ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال انما مثلک و مثل اهل الكتاب کرجل استاجر اجراء فقال من يعمل لی من غدوة الی نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت ایهود ثم قل من يعمل لی من نصف النهار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت انصاری ثم من يعمل لی من صلوة العصر انی ان تغیب الشمس علی قیراطین قیراطین فانتم هم فغضب الیهود و انصاری فقالوا مالنا کنا کثر عملا و اقل عطاء فقال هل نقصت من حقکم شیئا فقالوا لا قال نذلک فضلی اوتیه من اشاء۔

رواہ البخاری بالا سانید العدیدہ والطرق الکثیرہ ورواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح **ترجمہ:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اور اہل کتاب کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند مزدور بلا کر انہیں فرمایا کہ تم میں جو بھی دو پہر تک کام کرے گا تو ہر ایک کو ایک ایک قیراط دوں گا۔ یہودیوں نے دو پہر تک مزدوری کی اور ایک ایک قیراط پالیا۔ پھر اعلان کیا کہ جو دو پہر سے عصر تک کام کرے گا تو ہر مزدور کو ایک ایک قیراط ملے گا عصر تک گویا انصار نے کام کیا (تو مزدوری حاصل کر لی) اس کے بعد اعلان کیا کہ جس نے نماز عصر سے غروب شمس تک کام کیا تو ہر ایک کو دو دو قیراط ملیں گے اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے کہ اسکی کیا وجہ کہ ہم نے کام زیادہ وقت میں کیا لیکن مزدوری کم مالک نے کہا بھلا بتاؤ میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی؟ کہا نہیں تو فرمایا تو وہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔

حدیث کے آخر میں ہے:

”الا فانتم الذين يعملون من صلوٰۃ العصر الى مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتين“

ترجمہ: خبردار کہ تم وہی لوگ ہو جو عصر سے غروب شمس تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت عصر سے زائد ہے کیونکہ زوال کے بعد ایک مثل تک کی بات مان لی جائے تو پھر عصر کا وقت ظہر سے زائد ہو جاتا ہے کیونکہ بقول مخالفین مثل اوّل کے بعد عصر شروع ہوئی اور سورج کے غروب سے پہلے تک عصر کا وقت ہے اور یہ حدیث مذکور کر کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں ظہر کا وقت اکثر بتایا ہے اور اکثر افعال التفصیل ہے اور کثرت کا معنی اسی بناء پر ثابت ہوگا کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد تک بھی ہو اور بعض ایسی احادیث سے ظہر کو تا دو مثل ثابت کیا گیا ہے چنانچہ متون فقہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور طحاوی، شامی، بحر الفرائق وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ قال شدة الحر من فيح جهنم فابردوا بالظھر و اشتكت النار الى ربها فقالت رب اكل بعضی بعضاً فاذا ن لها بنفسين نفس فی الشتاء و نفس فی الصيف - (بخاری و مسلم نسائی ترمذی از ابو سعید و ابو داؤد و طحاوی از ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے لہذا ظہر ٹھنڈی کرو آگ نے رب کی بارگاہ میں شکایت کی عرض کیا مولیٰ میرے بعض نے بعض کو کھا ڈالا تو رب نے اسے دو سانپوں کی اجازت دی ایک سانس سردی میں ایک گرمی میں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی:

قال کان رسول اللہ ﷺ اذا کان الحر ابردا صلوٰۃ و اذا کان البرد عجل۔ (نسائی شریف)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہوتی حضور ﷺ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تھی جلدی پڑھ لیتے تھے۔

اس کا آخری حصہ یہ ہے: و هو اشد ما تجدون من الحر و هو اشد ما تجدون من الزمھیر۔ (بخاری)

ترجمہ: جس کی وجہ سے تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور جس کی وجہ سے تم سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

فائدہ

نبی پاک ﷺ اپنی امت کے لئے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہیں اسی لئے امت پر شفقت کرتے ہوئے دوزخ کی گرمی سے بچالیا جسے آخرت میں بچائیں گے بلا تمثیل جیسے ماں باپ انجان بیٹے کو دھوپ میں نہیں جانے دیتے تاکہ وہ دکھی نہ ہو یونہی نبی پاک ﷺ نے امت کو بچاتے ہوئے دوپہر کی گرمی میں نماز سے روکا تاکہ امت دکھی نہ ہو۔ لیکن جو خود ہی چھلانگ لگا دے تو اس کا کیا علاج۔

طحاوی شریف نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

انه رأى النبي ﷺ يعجاها في الشتاء ويوخرها في الصيف

ترجمہ: انہوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کو ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں میں دیر سے پڑھتے تھے۔

فائدہ

یہ دونوں روایتیں ہمارے احناف کے معمولی مؤید ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی تاخیر اور سردیوں میں تعجیل۔ اگر غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح قولی حدیث ہے تو لائیں جس میں تصریح ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ ظہر ہمیشہ جلدی پڑھو۔

جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر کی طرح ہے کہ گرمیوں میں ٹھنڈک کر کے پڑھی جاوے۔ بعض لوگ سخت گرمی میں بھی جمعہ کی نماز بالکل اوّل وقت پڑھ لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ غیر مقلد وہابی ضد کے کہتے ہیں وہ حدیث صریح بھی ہو تو ضد کو نہیں چھوڑتے ورنہ ہم نے اپنے موقف کی صحیح احادیث لکھی ہیں ان پر عمل کر دکھائیں۔

بخاری شریف نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال كان النبي ﷺ اذا اشتد البرد بلر بالصلوة واذا اشتد الحر ابرد بالصلوة يعني الجمعة

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جب سخت ٹھنڈک ہوتی تو حضور ﷺ نماز جلد پڑھتے اور گرمی تیز ہوتی تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے یعنی جمعہ کی نماز۔

فائدہ

بخاری شریف جس پر ان کا سہارا ہے اس میں صریح الفاظ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور جمعہ اور ظہر ایک وقت ہے اسکی بھی تصریح حاضر کر دی لیکن دیکھ لیں وہ کبھی گرمیوں میں جمعہ ہو یا ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے نہیں پڑھیں گے یہ صرف ان

کی ضد ہے اور خوارج کی تقلید۔

اسرار شریف

حضور نبی پاک ﷺ کی شریعت کا خاصہ ہے ہمیشہ امت کی خیر خواہی اور اس سے شفقت کے پیش نظر عبادات میں سہولتیں اور آرام کا خیال رکھتی ہے بخلاف یہودیوں کے اس کی مثالیں شرعی احکام میں موجود ہیں۔ اسی بناء پر یہاں بھی شریعت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز ظہر گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنا آسانی ہے کہ تیز گرمی میں ظہر پڑھنا مسلمانوں کی تکلیف کا باعث ہے علاوہ ازیں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے کیونکہ گرمی میں عام کاروباری لوگ دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ یعنی دوپہر میں آرام کرتے ہیں اور دوپہر کی تپش گھر میں گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر اس حالت میں نماز ظہر پڑھی جائے تو وہ لوگ سنت قیلولہ سے بھی محروم رہیں گے اور ان پر اس وقت مسجد کی حاضری گراں بھی پڑے گی اور ایسے موقع پر شریعت مطہرہ آسانی کر دیتی ہے۔

فائدہ

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ بھی اور اسرار شریعت سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سایہ شروع ہوتا ہے۔

عقلی دلائل

☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خود بھی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اکثر ممالک خصوصاً ملک عرب میں ایک مثل سایہ کے بعد دوپہر کی تپش ٹوٹتی ہے ایک مثل تک سخت گرمی رہتی ہے۔ اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جائے تو یہ احادیث غلط ہوں گی۔

☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس وقت نماز ظہر پڑھی جب ٹیلوں کا سایہ نمودار ہوتا۔ تجربہ کر لیں کہ ایک مثل سایہ کے وقت ٹیلے کا سایہ نمودار نہیں ہوتا کیونکہ پھیلاوے کی وجہ سے اس کا سایہ ایک مثل کے بعد ظاہر ہو سکتا ہے اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جاوے تو حدیث غلط ہوگی جس میں ہے کہ نماز ظہر ٹھنڈک میں پڑھو۔

☆ نماز عصر کا وقت ہمیشہ ظہر کے وقت سے کم ہونا چاہئے اگر ایک مثل وقت عصر ہو جایا کرے تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی ظہر سے بڑھ جائے گا اور اس مثال حدیث کے خلاف ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرفوعہ نقل فرمائی کہ حضور انور ﷺ نے اپنی امت کی مثال دو انصاری کے مقابل اس طرح دی کہ کوئی شخص کسی

مزدور کو صبح سے دو پہر تک ایک قیراط، دوسرے کو دو پہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر رکھے تیسرے کو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراط اجرت پر رکھے۔ پہلے مزدور یہود ہیں، دوسرے مزدور نصاریٰ اور تیسرے مسلمان کہ ان کے عمل کا وقت تھوڑا مزدوری دگنی۔ حدیث کے آخری لفظ یہ ہیں

الا فانتم الذين يعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتين۔

ترجمہ: خبردار رہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دگنی ہے۔

اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی اس سے زیادہ ہوتا اس صورت میں مسلمانوں کی یہ مثال بیان نہ فرمائی جاتی لہذا نماز عصر کا وقت ظہر سے کم ہونا چاہیے۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب وہ دو مثل سایہ سے شروع ہو اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جائے تو بخاری شریف کی حدیث بھی غلط ہو جاتی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ عصر دو مثل پر شروع ہوتی ہے۔ (جاء الحق)



غیر مقلدین کے بعض سوالات متحمل ہیں جنہیں غور و خوض کرنے کے بعد الٹا وہی ہمارے موقف کے مؤید ہیں بعض سوالات غلط فہمی پر مبنی ہیں بعد تحقیقی ان سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ بعض سوالات سینہ زوری اور چوری پر مبنی ہیں اگرچہ درحقیقت انہیں کوئی اعتراض نہیں لیکن مخالفین حسب عادت کسی نہ کسی طریق سے اپنا مطلب بنا ہی لیتے ہیں لیکن جب تک غلامانِ مصطفیٰ ﷺ زندہ ہیں ان کے داؤدھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ وقت الظهر اذا زالت الشمس و كان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر والعصر ما لم يصفر الشمس۔ (المحدث رواه مسلم، مشکوٰۃ)

جواب

واو جو کہ و كان ظل الرجل الخ میں ہے نہ تو حرف غایۃ سے ہے اور نہ ہی حالت کے لئے ہے اور نہ ہی یہاں پر عطف کے لئے وقف ہوئی ہے کیونکہ اس طرح سے فاسد ہوگا کوئی معنی کسی طریق سے صحیح نہیں ہو سکتا ہے ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ واو غایۃ اور مفیاء کے درمیان واقع ہوئی ہے اور جملہ معترضہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ دو باتیں

ثابت ہو سکتی ہیں (۱) اس جملہ انتہائے وقت کا بیان ہے (۲) وقت مختار بتانے کے لئے۔ مخالفین پہلی بات کو لیتے ہیں اور ہم دوسری بات کو اور یہ دونوں باتیں حدیث میں مستحکم ہیں جب حدیث محتمل بدو معنی ہے تو پھر اس سے استدلال باطل کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے

اذا جاء الاحتمال بال الاستدلال

خلاصہ یہ ہی کہ حدیث دونوں معنوں میں مشترک ہے جب اشتراک پایا جائے وہ دلیل حجت نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے لئے دوسری دلیل سے تائید نہ ہو اور مخالفین کے پاس صریح قول نہیں اور ہمارے پاس بفضلہ تعالیٰ بے شمار دلائل ہیں۔ جنہیں فقیر نے عرض کر دیا ہے اور

جملہ و العصر مالم العیفر الشمس

بھی ہمارا مؤید ہے اور حدیث تو آپ نے باب اول میں پڑھ لی ہیں۔
 ☆ سیدنا جبریل علیہ السلام والی حدیث میں اوقات بتائے گئے ہیں اس میں تو الٹا ہمیں تائید ملتی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرے روز مثل ازل کے بعد ہی ظہر پڑھی اور یہی ہمارا مدعا ہے کہ جن احادیث میں اول وقت نماز پڑھی گئی وہ صرف بوجہ ضرورت یا برائے بیان جواز تھی ورنہ عادتاً اور مختاراً اور افضل یہی رہا کہ گرمیوں میں مثل اول کے بعد ہی ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہم نے فعلی احادیث کے علاوہ قولی حدیثیں بھی پیش کر دی ہیں اور مخالفین کے پاس بفضلہ تعالیٰ قولی حدیث تو ایک بھی نہیں صحیح اور نہ ضعیف ہاں خیالی پلاؤ ہیں اور ایسے خیالی پلاؤ شیخ چلی کے پاس بھی بہت تھے جنہیں شریعت مصطفویٰ علی صاحب الصلوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال ۱

ابوداؤد، ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ایک دراز حدیث روایت کی جس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھے دو دن میں نماز پڑھائی ایک دن ہر نماز اول وقت پڑھی دوسرے دن ہر نماز آخر وقت میں اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

وصلی لی العصر حین صار ظل کل شی مثله

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے پہلے دن عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ایک مثل سایہ پر شروع ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت اس سے پہلے نکل جاتا ہے۔

جواب الزامی: حدیث مخالف کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسی حدیث میں اس جگہ یہ بھی ہے:

فلما كان الغد صلى بي الظهر حين كان ظله مثله

ترجمہ: جب دوسرا دن ہوا تو نہ مجھے جبرئیل نے نمازِ ظہر پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن ایک سایہ پر نمازِ عصر پڑھائی دوسرے دن خاص اسی وقت نمازِ ظہر پڑھائی حالانکہ وقتِ عصر ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر ایک مثل سایہ پر وقتِ عصر داخل ہو جاتا ہے تو دوسرے دن اسی وقت نمازِ ظہر کیوں پڑھائی گئی۔

اس حدیث میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں

وصلى بي العصر حين كان ظله مثليه

ترجمہ: اور دوسرے دن مجھے نمازِ عصر جب پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عصر کا آخری وقت مثل دو سایہ ہے حالانکہ آخری وقت سورج کا غروب ہے۔

تحقیقی جواب

اس حدیث میں اول دن کی نمازِ عصر میں صرف ایک مثل سایہ کا ذکر ہے اور دوسرے دن کے آخرِ عصر میں دو مثل سایہ کا ذکر ہے اصل سایہ کا جو دو پہر کے وقت ہوتا ہے بالکل ذکر نہیں۔ حالانکہ تم بھی کہتے ہو کہ ایک مثل یا دو مثل اصل سایہ کے علاوہ ہونا چاہیے تو تمہارا جواب وہ ہی ہمارا۔

جواب

اس حدیث میں تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایک مثل سایہ نمازِ عصر پڑھادی گئی اور حدیثیں ہم بابِ اول میں پیش کر چکے ہیں ان میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے گرمی میں نمازِ ظہر ٹھنڈی کر کے اور ٹیلے کا سایہ پڑ جانے پر ادا فرمائی جو ایک مثل کے بعد ہوتا ہے تو حدیثیں آپس میں متعارض ہوئیں تو لہذا ہماری پیش کردہ حدیثوں کو ترجیح ہوگئی کیونکہ وہ قیامِ شرعی کے مطابق ہیں اور یہ حدیث قابلِ عمل نہیں کیونکہ قیاسِ شرعی کے خلاف ہے تعارض کے وقت حدیث کو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔

جواب یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ عمل پہلے واقع ہوا کیونکہ شبِ معراج کی صبح کو جب نماز فرض ہی ہوئی تھی اور حضور ﷺ کا عمل جو ہم پیش کرتے ہیں یعنی ٹھنڈک میں نماز پڑھنا بعد کا عمل ہے لہذا تمہاری پیش کردہ احادیث منسوخ

ہے ہماری پیش کردہ احادیث اس کی ناسخ اس لئے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔

جواب

شرعی قاعدہ ہے کہ یقینی چیز شک سے زائل نہیں ہو سکتی یقین کو یقین ہی دفعہ کر سکتا ہے۔ اس قاعدہ پر صد ہا مسائل نکالے گئے ہیں سورج ڈھلنے سے وقت ظہر یقیناً آگیا اور مثل سایہ پر اس وقت کا ٹکنا مشکوک ہے تو اس شک سے وقت ظہر نہ نکلے گا اور عصر کا وقت داخل نہ ہوگا اور قول یقینی ہے اور غیر مقلد ہے اسی لئے باطل ہے۔

سوال ۲

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

شكونا الى النبي ﷺ حر الر مضاء فلم يشنك

ترجمہ: ہم نے رسول اکرم ﷺ کو گرم پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت نہ سنی۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اول وقت میں پڑھی جانی چاہئے۔

جواب

زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گرمی میں ظہر اول وقت پڑھنا جائز ہے چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پڑھ لی تھی اور نماز جائز ہو گئی۔ اب حضور علیہ السلام ان کی پتھروں کی گرمی کے متعلق سوائے خاموشی کے اور کیا کرتے جبکہ یہ قدرتی امر ہے اس کا ازالہ کیسا۔

جواب

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تھی جیسے حدیث شریف میں صاف ہے نہ کہ نماز کے جواز و عدم جواز یا استحباب و عدم استحباب سوال کیا تو ان کے سوال کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا اس لئے سوائے خاموشی اس کا اور کوئی جواب نہ تھا۔

فائدہ

حرمین طہین کی حاضری دینے والے حضرات جانتے ہیں کہ وہاں کی گرمی کیسی شدت کی ہوتی ہے بالخصوص پتھروں کی گرمی کی شدت تو سب کو معلوم ہے تو پتھروں کی گرمی تو دیر تک رہتی ہے اسی لئے اسے تو نماز ظہر کی تاخیر کا احتمال بھی نکلتا ہے۔

جواب

بعض علماء کرام اس طرف بھی گئے ہیں کہ حدیث خواب یا اس قسم کی احادیث روایان ابراد سے منسوخ ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری، ج ۲، ص ۵۲۹ میں اور امام ابوبکر لاثری نے ناخ و منسوخ رسالہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

جواب

بعض علماء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خواب اور ان کے رفقاء ابراد معلومہ اور زیادہ نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپ خاموشی سے اس کا گویا انکار فرمایا کہ اس کی مزید اس لئے اجازت نہیں ہو سکتی کہ اس طرح سے ظہر کا وقت نکل جائے گا۔ (یعنی شرح بخاری، ج ۲، ص ۵۲۰)

سوال ۳

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نماز ظہر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ فرش بہت گرم ہوتا تھا ہم اس پر سجدہ نہ کر سکتے تھے اسی لئے سجدے کی جگہ کپڑا یا ٹھنڈی بجری رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر گرمیوں میں اول وقت ہی پڑھنی چاہئے۔

جوابات

☆ یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جن میں گرمیوں کی ظہر کی تاخیر کرنے کا حکم ہے اور وہ حدیثیں قیاس شرعی کے مطابق لہذا وہ ہی قابل عمل ہیں یہ حدیث ناقابل عمل یا منسوخ ہے جیسا کہ فقیر نے خواب کی حدیث کے جواب میں لکھا ہے۔

☆ فرش کی گرمی خصوصاً ملک عرب میں بہت دیر تک رہتی ہے ایک مثل سایہ کے بعد رہتی ہے۔ یہ گرمی پہلے کی ہوتی تھی وقت ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث کے بالکل خلاف نہیں جن میں ٹھنڈک کا حکم ہے جہاں تک ہو سکے احادیث میں تطبیق دی جائے جیسے اصول حدیث کا قاعدہ ہے۔

سوال ۴

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ عصر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ بعد نماز عصر اونٹ ذبح کر کے بوٹیاں بنا کر بھون کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے کھا لیتے تھے اور ہم میں بعض لوگ نماز عصر کے بعد تین میل مسافت طے کر کے اپنے گھر پہنچ جاتے تھے اور ابھی سورج چمکتا ہوتا تھا جیسا کہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔ اس سے

معلوم ہوا کہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھی جاتی تھی کیونکہ دو مثل کے بعد اتنا وقت نہیں بچتا کہ یہ کام کئے جائیں۔

جواب

یہ تمام حدیثیں درست ہیں مگر یہ مذکورہ نتیجہ نکالنا غلط۔ دو مثل کے بعد عصر پڑھ کر تین میل فاصلہ بخوبی طے ہو سکتا ہے اہل عرب بہت تیز سفر طے کرتے تھے بعض لوگ دس منٹ میں ایک میل چل لیتے ہیں تین میل آدھ گھنٹے میں چل جاتے ہیں عصر کا وقت بعض زمانہ میں دو گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے ایسے ہی اونٹ کا ذبح کر لینا اور بھون کر کھا لینا غروب آفتاب سے پہلے ہو سکتا ہے اہل عرب ذبح اور گوشت صاف کرنے پکانے میں بہت ہی پھر تیلے ہوتے ہیں بلکہ بذریعہ ادویہ یہ تو اور زیادہ آسان ہے لہذا یہ سوال فضول ہے۔

سوالہ

مسلم بخاری میں حضرت سہل ابن سعد سے روایت ہے

قال ما كنا نقيل ولا نتغدى العبد الجمعة

ترجمہ: ہم صحابہ نہ ہی قیلولہ کرتے ہیں نہ ناشتہ کھاتے تھے مگر جمعہ کے بعد۔

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سخت گرمی میں بھی بہت جلد پڑھنی چاہیے کہ دوپہر کا آرام بلکہ صبح کا ناشتہ بھی بعد نماز کیا جائے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ گرمیوں میں جمعہ ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

جواب

یہ حدیث ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ نماز جمعہ ناشتہ اور قیلولہ دوپہر کے آرام سے پہلے پڑھی جائے تو چاہیے فجر کے بعد فوراً جمعہ پڑھ لیا جائے کیونکہ ناشتہ تو بالکل سویرے ہوتا ہے تم بھی اتنی جلد پڑھ لینے کا قائل نہیں۔

یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری کی وجہ سے نماز سے پہلے نہ ناشتہ کرتے تھے نہ دوپہر کا آرام بعد نماز یہ سب کچھ کرتے تھے یعنی نماز کی وجہ سے ناشتہ اور آرام پیچھے کر دیتے تھے نہ کہ ناشتہ اور آرام کی وجہ سے جمعہ پہلے پڑھ لیتے تھے جیسا کہ تم سمجھے۔

اس حدیث میں سردیوں کے جمعہ کا ذکر ہے کہ اس زمانہ میں دن چھوٹا ہوتا ہے دوپہر میں گرمی نہیں ہوتی اس لئے سورج ڈھلتے ہی جمعہ پڑھ لیتے تھے دوپہر کا کھانا اور آرام بعد جمعہ کرتے تھے اب بھی مدینہ والے ایسا ہی کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

ان النبی ﷺ کان یصلی الجمعة حین نزولاً لشمس

ترجمہ: بے شک نبی پاک ﷺ جمعہ نزول شمس کے وقت پڑھتے تھے۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ نماز جمعہ سورج ڈھلنے سے پہلے پڑھ لی جائے چونکہ نماز جمعہ نماز ظہر کی نائب ہے لہذا ظہر کے وقت میں ہی ادا ہوگی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے سردیوں میں سورج ڈھلنے ہی پڑھ لی جائے گی۔ اس طرح سے احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

سوال ۶

قال جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان النبی ﷺ یصلی بالہاجرة۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نماز ظہر دوپہر گرمی میں نماز پڑھتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں بھی اول وقت میں پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ **الہاجرة** جو سے مشق ہے معنی چھوڑنا کیونکہ دوپہر کے وقت گرمی سخت ہوتی ہے اور لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں اسی لئے اس وقت کا نام **الہاجرة** ہے۔

جواب

یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ ہم گرمیوں میں اول وقت نماز جائز سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کسی امت کی سہولت کے لئے جواز کے طور پر عمل فرماتے لیکن ہمارا موقف ہے افضلیت کا اور افضلیت ٹھنڈے وقت میں ہے۔ یہ حدیث فعلی ہے اور ہم نے باب اول میں احادیث قولی اور ساتھ فعلی بھی لکھی ہیں تو زیادہ ثواب ٹھنڈے وقت میں جائز ہو جانا اور بات ہے زیادہ ثواب حاصل کرنا اور بات۔ سو کھے روکھے کھانے سے تو پیٹ بھر جاتا ہے لیکن مزہ مرغن ومکالف غذا میں ہے جس کے آگے روکھے کلڑے پڑے ہوں اور مرغن ومکالف بھی تو بتائیے ترجیح کس کو دی جائے گی۔ سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی تو ہے بھی ضد کا پتلا۔

گرمیوں میں اول وقت نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہے۔ حدیث خواب میں فقیر نے علامہ عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا حوالہ نقل ہے۔

احادیث ناسخہ

نسخ کی تائید و حدیث ذیل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

اذا كان البر و بكر و او اذا كان اكر بردوا

ترجمہ : جب موسم سرما ہو تو ظہر جلدی پڑھو اور جب موسم گرم ہو تو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

حدیث مفیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ

كنا نصلى بالهاجرة فقال رسول الله ﷺ ابردو

ترجمہ : ہم دوپہر کے وقت ظہر پڑھتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

گھر کی گواہی

حکم ابراہیم کے بعد چنانچہ غیر مقلدین کا سربراہ شوکانی **نیل الاوطار** ج ۱، ص ۳۰۴ میں لکھتا ہے کہ

وكان آخر الامرين من رسول الله ﷺ ابردو

ترجمہ : حضور سرور عالم ﷺ کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تھا۔

تصحیح حدیث از شوکانی

بعض غیر مقلدین اصول حدیث سے ناواقفیت کی بناء پر کہتے ہیں کہ گرمی میں اوّل وقت ظہر کی روایت **خباہ صحیح مسلم** میں ہے لیکن روایت مفیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر صحاح سے ہے تو اس کا ازالہ شوکانی نے یوں کیا کہ حدیث مفیرہ کی امام ابو اتم و امام احمد نے تصحیح کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کو محفوظ اور دلائل نسخ میں بہت بڑی دلیل قرار دیا ہے۔ اس کے بعد اسکی شوکانی نے غیر مقلدین کے ایک وہم کو دور کر کے لکھا کہ اگر جہالت تاریخ و عدم معرفت متاخر کی وجہ سے نسخ کو تسلیم نہ کریں تو پھر بھی حدیث ابراد (ٹھنڈا کرنا) بہر حال ارنج ہے کیونکہ ابراد کی احادیث صحیحین بلکہ تمام امہات کتب حدیث میں بطریق متعدد موجود ہیں اور حدیث خباہ صرف مسلم میں ہے ولا شک ان لیسبق علیہ مقدم حدیث اور وہ حدیث جو طرق متعددہ کے مروی ہو مقدم ہوتی ہے۔ (**نیل الاوطار** ص ۳۰۵)

الحمد للہ شوکانی وہ کہہ گیا جو حنفی کہتے ہیں لیکن وہابی غیر مقلدین پھر بھی نہ مانیں تو ان کی ضد ہے اور ضد لا علاج

بیاری ہے۔

سوال ۷

جب حدیث منسوخ ہوگئی تو پھر جواز کی بات کیوں کرتے ہو؟

جواب

نسخ کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ منسوخ ہونے کے باوجود اس پر عمل کرنا جائز ہے مثلاً محرم کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوئی تو اس پر استیجاباً عمل کرنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ“

سوال ۸

بخاری شریف میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

كان النبي ﷺ يصلي العصر والشمس لم تخرج من حجرتها ولشمس طالعة ولم يظهر الفی والشمس فی حجرتها لم يظهر الفی من حجرتها

ترجمہ : حضور ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج ابھی آپ کے حجرہ میں ہوتا اور سایہ ظاہر نہ ہوتا اور دھوپ میرے حجرے میں ہوتی اور سایہ نہ پھیلتا۔

جواب

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب لکھا حجرہ میں دھوپ اس لئے ہوتی کہ اس کی دیواریں لمبی نہ تھیں اس لئے حجرے سے دھوپ اس وقت جاتی جب آفتاب غروب ہوتا۔

حجرۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مسئلہ تب سمجھ آئے گا جب حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق معلومات سامنے ہوں یاد رہے کہ وہ حجرہ مقدسہ کوئی کوٹھی یا بنگلہ نہ تھا بلکہ جو حجرے حضور سرور عالم ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے بنوائے ان کا طول ساڑھے دس فٹ اور عرض تقریباً نو فٹ تھا یونہی چھت اتنی اونچی تھی کہ اگر کوئی کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتے وہ چھت کو چھو لیتا اور دروازوں کی بلندی ساڑھے چار فٹ اور اس کی چوڑائی پونے دو فٹ تھی اور یہی حال دیواروں کا تھا تو جو حجرہ مبارک اس کیفیت سے ہو اس میں سورج کی دھوپ کسی وقت تک رہتی ہوگی۔ وہی جو ہم نے کہا کہ دو شلوں کے بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہوگا اسی لئے اس سے ہمارا دعویٰ کا اثبات ہے نہ کہ نفی۔

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ گرمی میں نماز ظہر پڑھی جائے کیونکہ اس میں مشقت ہے اور جو عبادت پر مشقت ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

جواب: یہ قاعدہ غلط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَكْتَلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے۔ (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶)

☆ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اوّل وقت کی فضیلت عام ہے یا مطلق ہے اور ابراد والی حدیث مخصوص عنہ البعض (خاص) اور مقید ہے ایسے مواقع پر خاص عام پر مقید مطلق پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ (فتح الباری)

☆ عقل کا تقاضا تفصیلی توفیق نے باب اوّل میں عرض کیا ہے یہاں خصوصیت سے عرض ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ صحابہ دور دور سے چل کر باری باری مسجد نبوی شریف حاضری دیتے تھے اس لئے آپ نے ابراد کا حکم دیا تا کہ تمام لوگ جمع ہو جائیں اگر علت کا اعتبار نہ بھی کیا جائے تو وہی علت سب سے زیادہ قوی ہے کہ دوپہر کی گرمی دوزخ کی بھاپ ہے اسی لئے بچنا ضروری ہے اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ بحالت سفر بھی نماز ظہر میں تاخیر فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار روکا اور فرمایا:

ابرد ابرد انتظر انتظر

بہر حال ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے جلدی میں صرف جواز ہے اور دین کا عاشق اجر و ثواب کی فضیلت کو ترجیح دیتا ہے **الحمد لله** فقیر نے اپنے موقف کو قوی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو قیامت میں اس کا جواب دہ وہ خود ہوگا۔

وما علينا الا البلاغ المبين

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ ۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء بروز سوموار گیارہ بجے دن

دارالحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور (پاکستان)